© rasailojaraid.com

فلسطین کی مزاحمتی شاعری

(ابتداء وارتقاء)

حافظ زاہد علی

Abstract

The resistance literary currents in pelistine was began just after the migration of the Jews, from the european countries in the 3rd decade of the 20th century, The jews started, target killings of the innocent youngsters, women and children, of the pelistenians , under the auspicious of America, United Kingdom, France and Russia, who were the parent of the state of Israel. It is common thinking that the resistance poetry started after the foundation of Israel in 1948, but according to my knowledge, this kind of the poetry was started as early as in 1929, when three innocent people were killed by the Jews and war was decleared against the people of Pelistine. At that time the poetry came out and the poets of Palestine began criticising of the Israely army and the goverment. The articles gives some detail of the poets and examples of the special kind of the poetry

''مزاحمتی شاعری'' (Resistance Poetry) کی ''علت فاعلیہ'' جن چیزوں کوقرار دیا گیا ہے ان میں جنگ وحرب کے خون ریز معرکے، جام شہادت نوش کرنے والے اہل ایمان کی یاد اور زخمی ہوجانے والے مجاہدین کی دل جوئی سرفہرست ہیں۔علاوہ ازیں شاعر مقاومت ومزاحمت بھرے اشعار کے ذریعے دشمن کے خلاف علم بغاوت بلند کرتا ہے اور اس بات کا اعلان کرتا ہے کہ وہ اپنے زور قلم کو ظالم عدوّ کے خلاف استعمال کرنے کا تہیہ کر چکا ہے۔

☆ جامعہ اشرفیہ، لاہور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

''فلسطین کی مزاحمتی شاعری'' اتنی ہی قدیم ہے جتنا کہ فلسطین میں جاری اسلامی جہاد، کیونکہ جب سے قبلہ اوّل کی مقدس سرزمین میں جنگ کی آگ بھڑکی ہے تب سے اہل علم ودانش نے اپنی زبان وبیان کو مزاحمتی قالب میں ڈھال دیا ہے۔

عام طور پر کہا جاتا ہے کہ فلسطین میں مزاحمتی شاعری کی ابتداء ۱۹۴۸ء میں عرب اور اسرائیل کے درمیان جنگ چھڑنے کے بعد ہوئی۔لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کی ابتداء بہت پہلے ۱۹۲۹ء میں اس وقت ہوچکی تھی جب برطانیہ نے فلسطین پر حملہ کیا اور اس حملے کو آج بھی اہل عرب ''ثورۃ البراق'' (Buraq Revolution) کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

۱۹۲۹ء کا یہ واقعہ فلسطین میں مزاحمتی شاعری کے پیدا ہونے کا ذریعہ بنا،اس جنگ میں رونما ہونے والے واقعات نے اہل فلسطین کے دلوں کو گرمایا اور تڑپایا اور ان کا درد ذہنوں سے کاغذ پر منتقل ہونا شروع ہوا۔ اس کی ابتداء ان تین فلسطینی نوجوانوں کے خون سے ہوئی جنہیں مقام ''عکا'' کے قلعہ میں قید کے دوران شہید کردیا گیا،ان تین جنتی شہیدوں کے نام یہ تھے:

(۱) فؤادحجازی (۲) محمدجمجوم (۳) عطاالزیر

ان تین نوجوانوں کی شہادت کے بعد فلسطین کے مزاحمتی ادب کی بنیاد پڑ گئی۔گویا کہ ان تینوں کا لہو فلسطین کی مزاحمتی شاعری کی روشنائی ثابت ہوا۔

اس موقع پر نوح إبراہیم (۱) کے قلم سے ایک ایسا قصیدہ وجود میں آیا جس نے ماؤں کی آنکھوں کو اشک بار کردیا،اس قصیدے میں شاعر نے لوگوں میں جہاد کی ایک نئی روح کو پھونکا اور وہ اپنے قارئین سے اس انداز میں مخاطب ہوتا ہے:

مِـــنْ سِــجْــنِ عُــكَـــا طَــلَــعَــتْ جَــنَـــازَي
مُــحَــمَّــد جَــمْــجُــوْم وَّفُــؤَادِ حِــجَـــازِي
جَـــازِيْ عَــلَيْهِــمْ يَـــا رَبْــعِـــيْ جَـــازِي (۲)

('' محمد جمجوم اور فؤادحجازی کا جنازہ'' عکا'' کی جیل سے نمودار ہو چکا ہے۔اے میری قوم! ان کی خدمات کو بھول نہ جانا،اے میری قوم! ان مایہ ناز اور سرمایہ افتخار لوگوں کی قربانی کو فراموش نہ کردینا'')

اس بنیاد سے مزاحمتی ادب کے چشمے پھوٹ پڑے اور فلسطینیوں نے تلوار وہتھیار کے ساتھ ساتھ قلم کو

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بھی آزادی وسرخروئی کے حصول کا ذریعہ بنالیا اور فلسطین میں مزاحمتی شاعری کی ابتداء ہوگئی، اسی وجہ سے نوح ابراہیم کے بارے میں کہا جاتا ہے:

((إن الشاعر الشعبي نوح إبراهيم كان الأسبق في مضمار الشعر الشعبي المقاوم))(۳)

(''فلسطین کی مزاحمتی شاعری میں سب سے اولین نام نوح ابراہیم کا ہے'')

فلسطین کی مزاحمتی شاعری کی ابتداء میں ایک قابل ذکر کردار ''ابراہیم طوقان'' (۴) کا بھی ہے جنہوں نے ''الثلاثاء الحمراء'' کے نام سے ایک عالمگیر قصیدہ کہا جس کے نتیجہ میں اہل فلسطین کے لہو نے جوش مارا اور انہیں ایک بہت بڑے مظاہرے پر تیار کردیا جس سے یہ ثابت ہوگیا کہ ادب لوگوں کے خون میں گرمی پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

اس موقع پر ہم مصر کے اس مجاہد اور شہید شاعر کو فراموش نہیں کرسکتے جس نے ۱۹۴۸ء میں بپا ہونے والے مشہور معرکہ ''معرکۂ شجرہ'' میں اپنی شہادت سے کچھ عرصہ پہلے ایک نہ بھولنے والا انمول قصیدہ کہا، اس لاثانی مجاہد کا نام ابوطیب عبدالرحیم محمود (۵) تھا، وہ اپنے قصیدے کے آخر میں کہتا ہے:

إِحْمَلُونِيْ......إِحْمَلُونِيْ

وَاحْذَرُوْا أَنْ تَتْرُكُوْنِيْ

وَخُذُوْنِيْ لَا تَخَافُوْا

وَإِذَا مُتُّ ادْفِنُوْنِيْ(۶)

(''مجھے اٹھالو، مجھے اٹھالو، مجھے مت چھوڑنا، مجھے پکڑلو اور مت ڈرو اور جب میں مر جاؤں تو مجھے دفن کردینا'')

عبدالرحیم محمود کے قصیدے فلسطینی تحریک میں روح رواں کی حیثیت رکھتے ہیں، یہاں تک کہ ان کے بعض قصائد اسکولوں اور کالجوں میں بطور ترانوں کے پڑھے جاتے رہے ہیں۔

ان کے قصیدوں نے اہل فلسطین میں آزادی کی وہ موج تند جولاں بھردی جس کی وجہ سے ان کی رگ رگ میں وہ بجلیاں پیدا ہوگئیں جنہوں نے نہنگوں کے نشیمن تہ وبالا کرنے کا فیصلہ کرلیا۔

عبدالرحیم محمود کا مشہور قصیدہ ''الشہید'' ایک مدت تک اہل فلسطین کے دلوں کو گرماتا اور ان کی روحوں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کو تڑپاتا رہے گا۔ اس کے ان لافانی اشعار کو ملاحظہ فرمایئے:

سَأَحْمِلُ رُوْحِي عَلٰى رَاحَتِي

وَأَمْضِي بِهَا فِيْ مُهَاوِي الرَّدٰى

فَإِمَّا حَيَاةٌ تَسُرُّ الصَّدِيْقَ

وَإِمَّا مَمَاتٌ يَغِيْظُ الْعِدَا (۷)

''میں اپنی روح کو اپنے کندھے پر اٹھاؤں گا اور اسے ہلاکت کی گھاٹیوں میں لے جاؤں گا پھر اگر زندہ رہا تو میری زندگی دوست کے لیے باعث مسرت ہوگی اور اگر مر گیا تو میری موت عداوت بڑھانے کا ذریعہ ہوگی۔

عبد الرحیم محمود نے یہ اشعار ۲۴ سال کی عمر میں کہے تھے اور انہوں نے ان اشعار میں کئے ہوئے وعدے کو پورا کر کے دکھایا۔ اور اپنی روح کو لے کر خوشگوار جگہ چلے گئے، اور اللہ تعالیٰ کی رضا کا پروانہ حاصل کر لیا۔

فلسطین کی مزاحمتی شاعری کے ارتقاء کا دوسرا دور ۱۹۶۰ء کے بعد کا زمانہ ہے، اسی دور کو فلسطین کی مزاحمتی شاعری کے عروج کا زمانہ بھی کہا جاتا ہے۔ ۶۰ء کی دہائی میں پیش آنے والے دل خراش اور المناک واقعات نے فلسطینی شعراء میں انجانی بجلیاں بھر دی تھیں اور ایک ایسا تلاطم بلا خیز پیدا کر دیا جس کے بہاؤ نے کفر کے ایوانوں میں لرزہ طاری کر دیا تھا۔ ان شعرا کے نظریات، ان کی ترجیحات اور مقاصد میں یک سخت تبدیلی رونما ہوئی اور انہوں نے اپنے زور قلم اور فکر رسا کو فلسطین کی آزادی اور یہودیت سے چھٹکارے کے لیے وقف کر لیا۔

فلسطین کے مزاحمتی ادب کے ارتقاء و عروج میں جن شعرا نے کلیدی کردار ادا کیا ان میں سے کچھ کے نام اور مختصر احوال کا تذکرہ ملاحظہ فرمایئے:

(۱) حنّا ابو حنّا:

حنا ابو حنا ناصرہ کے قریب رینہ نامی بستی میں ۱۹۲۸ء میں پیدا ہوئے، انہوں نے بیت المقدس کے عربی کالج میں تعلیم حاصل کی، اور روزنامہ ''اتحاد'' اور ''جدید'' نامی مجلّہ میں بطور صحافی کام کرتے رہے۔ وہ بہت سی ادبی نقدی تحقیقات کے حامل ہیں اور انہیں مزاحمتی اور مقاومتی شاعری کا معلم قرار دیا گیا ہے، بہت سے مزاحمتی شعرا نے ان سے شرف تلمذ حاصل کیا ہے۔ (۸)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(۲) محمود درویش:

فلسطین کی مزاحمتی شاعری کی ترویج میں ایک بہت بڑا نام ''محمود درویش'' کا ہے۔ محمود درویش نے اپنے خون جگر سے فلسطینی ادب کی تاریخ کے شجر سایہ دار کو سیراب کیا اور اسے حیات جاوداں بخشی۔ فلسطین کی مزاحمتی شاعری کو پروان چڑھانے اور اس کے ارتقاء میں محمود درویش کی خدمات فراموش نہیں کی جاسکتیں۔

محمود درویش ۱۹۴۱ء میں ''عکا'' کے قریب ایک بستی بروہ میں پیدا ہوئے، ۱۹۴۹ء میں اسرائیلی فوجیوں نے ان کے گاؤں کو تباہ کردیا۔ بعد ازاں مزاحمتی تحریک کے دوران محمود درویش کو تین مرتبہ جیل جانا پڑا، ایک مرتبہ ۱۹۶۱ء میں، پھر ۱۹۶۵ء میں اور پھر ۱۹۶۷ء میں۔ ان کے مزاحمتی شاعری پر مشتمل کئی دیوان طبع ہو چکے ہیں جن میں ''عصافیر بلا أجنحة'' (۱۹۶۰ء) ''أوراق الزیتون'' (۱۹۶۴ء) ''عاشق من فلسطین'' (۱۹۶۶ء) اور ''آخر اللیل'' (۱۹۶۷ء) قابل ذکر ہیں۔ (۹)

محمود درویش کے درج ذیل اشعار بہترین اسلوب اور قابل قدر انداز پر مشتمل ہیں جس میں ان کے جذبات کی عکاسی کے ساتھ ساتھ ان کی حب الوطنی بھی آشکارا ہوتی ہے:

يَحْكُونَ فِي بِلَادِنَا
يَحْكُونَ فِي شَجَنْ
عَنْ صَاحِبِي الَّذِيْ مَضٰى
وَعَادَ فِي كَفَنْ!!(۱۰)

(''لوگ میرے ملک کے واقعات سنایا کریں گے اور یہ واقعات
درد والم میں ڈوب کر بیان کریں گے وہ میرے اس ساتھی کے
قصے سنایا کریں گے جس نے کفن کا لباس پہن لیا ہے'')

گذشتہ سال دسمبر ۲۰۰۸ء میں وفات پانے والے عظیم شاعر محمود درویش نے مزاحمتی ادب میں جو جدت اور خصوصیت پیدا کی فلسطینی ادب میں اس کی مثال ملنا مشکل ہے۔

محمود درویش نے عام شاعری سے خوب صورت اور جواں ہمت مزاحمتی شاعری کا سفر چند برسوں میں طے کیا ہے، پچاس کی دہائی کے آخر میں وہ ہمیں محبوبہ کے وصف کی تعریف کرتے نظر آتے ہیں لیکن چند سال بعد، ان کی شاعری پلٹا کھاتی ہے اور وہ ایک عام شاعر سے ہٹ کر ایک مصلح امت اور قائد کی صورت میں جلوہ گر ہوتے ہیں، اور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کہتے ہیں:

لَقَدْ تعُودُ كَفِّي
عَلٰى جَرَاحِ الْأَمَانِيْ
هُزِّيْ يَدِيْ بِعَنَف
يَنْسَابُ نَهَرُ الْأَغَانِيْ
يَا أُمَّ مُهْرِيْ وَسَيْفِي
يَدَاكَ فَوْقَ جَبِيْنِي
تَاجَانِ مِنْ كِبْرِيَاء
اِذَا انْحَنَيْتُ انْحُنِي
تَلٌّ وَضَاعَتْ سَمَاءٌ
وَلَا أَعُوْدُ جَدِيْرًا
بِقُبْلَةٍ وَدُعَاءٍ
وَالْبَابُ يُوْصَدُ دُوْنِيْ!(۱۱)

(۳) سمیح القاسم:

سمیح القاسم اردن کے شہر زرقاء میں ۱۹۳۹ء میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد اردن کی فوج میں ملازم تھے، بعد ازاں سمیح القاسم اپنے خاندان کے ساتھ رامہ آئے، اور یہیں تعلیم کی ابتداء کی، انہوں نے ناصرہ میں اپنی تعلیم کی تکمیل کی اور عربی زبان وادب سے وابستہ ہوگئے۔ انہیں اپنے دوسرے دیوان ''أغاني الدروب'' کی اشاعت پر دو مرتبہ ۱۹۶۱ء اور ۱۹۶۷ء میں قید وبند کی صعوبتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ ان کے چند دواوین کے نام یہ ہیں:

"مواكب الشمس" (۱۹۵۸ء) "أغاني الدروب" (۱۹۶۴ء) "إرم" (۱۹۶۵ء) "دمي على كفي" (۱۹۶۷ء) "دخان البراكين" (۱۹۶۸ء)(۱۲)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(۴) توفیق زیاد:

فلسطین کی مزاحمتی شاعری کے ارتقاء میں حصہ لینے والا ایک بڑا نام توفیق امین زیاد کا بھی ہے، توفیق زیاد فلسطین کے شہر ناصرہ میں ۱۹۲۹ء میں پیدا ہوئے، اور فلسطین کے اس عظیم مزاحمتی شاعر کا انتقال ۱۹۹۴ء میں ایک حادثہ میں ہوا۔

آپ کی شاعری کے کچھ کارہائے نمایاں یہ ہیں: ''أشد علی أیادیکم'' (۱۹۶۶ء) ''أدفنوا موتاکم وانهضوا'' (۱۹۶۹ء) ''أغنیات الثورة والغضب'' (۱۹۶۹ء) ''أم درمان المنجل والسیف والنغم'' (۱۹۷۰ء)(۱۲)

۶۰ء کی دہائی ہی وہ زمانہ ہے جس میں فلسطین کے مشہور مزاحمتی شعراء محمود درویش، سمیح القاسم، فوزی الأسمر(۱۳)، راشد حسین (۱۴)، ترسیہ خیر (۱۵)، محمود دسوقی، عصام عباس اور ابراہیم مؤید وغیرہ نے اپنی سوچ وفکر، قلم وقرطاس اور نتائج فکر کو فلسطین کے غم سے مزین کردیا۔ اس غم نے ان کو ایسا بے چین کیا کہ ان کی شاعری کا رخ ہی تبدیل ہوگیا۔

۶۰ء کی دہائی میں پیش آنے والے دلخراش واقعات نے فلسطینی شعراء کے نظریات، ترجیحات اور مقاصد کا رخ یکسر بدل کے رکھ دیا۔ ذیل میں اس کی کچھ مثالیں پیش کی جارہی ہیں:

سمیح القاسم کو پچاس کی دہائی میں دیکھیں تو وہ رومانوی نوعیت کے شاعر نظر آتے ہیں، اس عرصے میں عشق ومحبت سے بھری غزلیں ان کا موضوع ہیں، لیکن چند سال بعد ان کے قلب ونظر میں ایسی تبدیلی آتی ہے کہ ان کا قلم اہل باطل کے مقابلہ میں بہادری کے جوہر دکھاتا نظر آتا ہے، چنانچہ ان کے ایک مشہور قصیدہ (أنتیـغونا) کا کچھ حصہ ملاحظہ فرمایئے جس میں اہل فلسطین اور مظلوم شہداء کے درد کا پہلو کس قدر نمایاں ہے، یہ قصیدہ درحقیقت ایک ایسی بچی کے جذبات کا اظہار ہے جو اپنے باپ سے مخاطب ہے اور اسے اپنے وطن کے دفاع کے لیے آگے بڑھنے کی ہمت دلا رہی ہے:

خُطُوَةٌ، ثِنْتَانِ، ثَلاثٌ

أَقْدِمْ أَقْدِمْ

يَا قُرْبَانَ الْإِلَهَةِ الْعَمْيَاء

يَا كَبْشَ فِدَاء

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فِیْ مَذْبَحِ شَهَوَاتُ الْعَصْرِ الْمُظْلِمِ
خُطْوَةٌ ، ثِنْتَانِ، ثَلاثٌ
زَنْدِیْ فِیْ زَنْدِکَ
نَجْتَازُ الدَّرْبَ الْمَلْتَاثْ!
یَا أَبَتَاه!
مَازَالَتْ فِیْ وَجْهِکَ عَیْنَان
فِیْ أَرْضِکَ مَا زَالَتْ قَدَمَان
فَاضْرِبْ عِبْرَ اللَّیْل
بِأَشْأَمَ کَارِثَةٍ فِیْ تَارِیْخِ الْإِنْسَان
عِبْرَ اللَّیْلِ، لِنَخْلُقَ فَجْرَ حَیَاةٍ(١٦)

(''ایک قدم، دو قدم، تین قدم
آگے بڑھو، آگے بڑھو
اے اندھے معبودوں کے نام پر بھینٹ چڑھا دیئے جانے والے
اے قربان کئے جانے والے مظلوم
جسے تاریک دور کی خواہشات کے ذبح خانے میں شہید کیا جائے گا
ایک قدم، دو قدم، تین قدم
میں تمہارے نقش قدم پر
تنگ و تاریک راستوں کو قطع کروں گی
اے میرے ابا جان
آپ کے چہرے پر ہمیشہ دو آنکھیں رہیں گی
آپ کی زمین پر آپ کے قدم ہمیشہ ثبت رہیں گے
تو تاریک رات کو کسی طرح گزار دے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تاریخ انسانی کی بدترین اور منحوس ترین رات کو
تاکہ ہم زندگی کی صبح کو تخلیق کرسکیں)

قصیدہ کے آخر میں وہ بچی اپنے باپ کو آگے بڑھنے کی قسمیں اور واسطے دیتے ہوئے کہتی ہے:

وَعْدًا یَا أَبَتَاه أَعِیْدُ إِلَیْک
قَسَمًا یَا أَبَتَاه أَعِیْدُ إِلَیْک
مَا سَلَبَتْکَ خَطَایَا الْقُرْصَان
قَسَمًا یَا أَبَتَاه!
بِاسْمِ اللّٰهِ وَبِاسْمِ الإِنْسَان!
خُطْوَۃٌ، ثِنْتَانِ، ثَلاثٌ
أَقْدِمْ......أَقْدِمْ(۱۷)

("اے ابا جان! میں آپ کو عہد دیتی ہوں کہ آپ آگے بڑھیں
اے ابا جان! میں آپ کو قسم دیتی ہوں
قزاق اور سمندری ڈاکو آپ کو لوٹ نہیں سکتے
اے ابا جان! آپ کو قسم ہے
اللہ کے نام کے ساتھ اور انسان کے نام کے ساتھ
ایک قدم، دو قدم، تین قدم
آگے بڑھیں، آگے بڑھیں")

(۴) راشد حسین

مزاحمتی شاعر راشد حسین کی صورت حال بھی اس سے مختلف نہیں۔ پچاس کی دہائی کے اواخر میں ان کی شاعری بھی غزل پر مشتمل تھی اور ان کا موضوع بحث حسن مجاز تھا لیکن چند سالوں کے بعد راشد حسین ایک نئے روپ میں جلوہ گر ہوئے اور اہل فلسطین کو ایک ایسے دشمن کے مقابلے کے لیے تیار کرنے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے جو مکار ہونے کے ساتھ ساتھ ظالم اور سفاک بھی ہے۔ ان کا مشہور قصیدہ (الجیاد) ان کے غضب اور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حمیت کی سچی ترجمانی کررہا ہے، وہ کہتے ہیں:

فِيْ قُرَانَا بَيْنَ طَيَّاتِ الدُّخَانِ
يَكْبُرُ الطِّفْلُ لِكَيْ تَكْبُرَ بِالطِّفْلِ التَّهَانِيْ
أَوْ عَرِيْسًا صَارَ، فِيْ سَنِّ الزَّوَاجِ
ابْنُ فُلَانٍ
وَإِذَا جِيْلٌ مِنَ الْعُرْسَانِ يَجْتَاحُ بِلَادِيْ
جِيْلُ أَطْفَالٍ كِبَارٍ، كَالْجِيَادِ
مَلَأَتْ أَذْهَانُهُمْ أَشْبَاحَ تَفْكِيْرٍ رِمَادِيِّ(۱۸)

یوں تو اہل فلسطین ۶۰ء کی دہائی میں کفار کے مظالم کے خلاف زبان وقلم کے ذریعے نبرد آزما ہو چکے تھے لیکن ان کا اشتعال، بے چینی اور غضب اس وقت انتہاء کو پہنچا جب ۵ جون ۱۹۶۷ء کا دل خراش سانحہ پیش آیا اور ایک ارض مقدس فلسطین میں ایک غاصبانہ ریاست اسرائیل کی بنیاد رکھی گئی۔

۵ جون ۱۹۶۷ء کے اس افسوس ناک واقعہ پر توفیق زیاد نے اپنے حزن وملال کا اظہار اس انداز میں کیا:

يَا بِلَادِيْ! أَمْسِ لَمْ نَطْفُ عَلٰى حَفْنَةِ مَاءٍ
وَلِذَا لَنْ نَغْرِقَ السَّاعَةَ فِيْ حَفْنَةِ مَاءٍ(۱۹)

۵ جون ۱۹۶۷ء کے اس دلخراش واقعہ پر محمود درویش اپنے غم کا اظہار یوں کرتے ہیں:

خَسِرْتُ حُلْمًا جَمِيْلًا
خَسِرْتُ لَسْعَ الزَّنَابِقِ
وَكَانَ لَيْلِيْ طَوِيْلًا
عَلٰى سِيَاجِ الْحَدَائِقِ
وَمَا خَسِرْتُ السَّبِيْلَا!(۲۰)

سمیح القاسم اس اندوہناک واقعے کا استقبال اپنے لاثانی انداز میں ایک فدائی شہید کی زبانی کرتے ہوئے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کہتے ہیں:

يَا مَنْ وَرَائِي

لَا تَخُونُوا مَوْعِدِي

هٰذِي شَرَايِيْنِي

خُذُوهَا وَانْسِجُوا مِنْهَا

بَيَارِقَ نَسْلِنَا الْمُتَمَرِّدِ (۲۱)

۱۹۶۰ء اور ۱۹۷۰ء کی دہائی میں عبد الرحیم محمود کے اشعار نے بھی اہل فلسطین میں آزادی اور دفاع کا جنون کئی گنا بڑھا دیا اور پھر نوجوان شاعروں نے عبد الرحیم محمود کی طرز پر بہت سے قصیدے کہے، ان شعراء میں ہاشم رفاعی اور عبد الرحمٰن بارود کے نام سرفہرست ہیں۔

اپنی گفتگو کو آگے بڑھاتے ہوئے میں مزید کچھ فلسطینی شعراء کا ذکر کرنا چاہوں گا جنہوں نے اپنے قلم وقرطاس کے ذریعے ارض مقدس کے رہنے والوں میں جذبہ جہاد بیدار کیا اور حمیت کی روح پھونکی، ان عظیم ناموں میں ایک نام مجاہد شہید ابراہیم مقادمہ کا ہے جنہیں ''فیلسوف الشہداء'' یعنی شہداء کے فلاسفر کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، ان کے چند مایہ ناز اشعار ملاحظہ فرمائیے:

بِلَالُ يَا بِلَالُ

اَلْخَيْرُ عَلَّمَنِيْ

دُرُوْسًا فِيْ تَحَدِّى الْبَطْشِ

أَحْفَظُهَا وَلَا أَغْفَلُ

وَأَرْفَعُ هَامَتِيْ لِلشَّمْسِ أَسْتَعْلِيْ

وَمِنْ ظُلْمِ الزَّنَّازِيْنَ

سَأَخْرُجُ فِيْ يَدِى الْمُشْعِلُ

لِأُرْشِدَ أُمَّتِى الْعَزْلَاءَ

أَصْنَعُ لِلْفِدَاءِ الْآتِيْ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بِطَوُلَاتِ وَمُسْتَقْبِل (۲۲)

فلسطین کے ایک اور عظیم مجاہد شاعر ڈاکٹر عبد العزیز رنتیسی کا نام بھی مزاحمتی ادب میں جلی حروف سے لکھا ہوا ہے، ان کے اشعار نے مجاہدین کی صفوں میں ایسی بجلیاں بھر دیں کہ وہ دیوانہ وار تن من دھن نچھاور کرنے کے لئے تیار ہو گئے، ان کا جذبہ صرف واعظانہ نہ تھا بلکہ ان کی عملی محنت بھی قابل دید تھی، چنانچہ راہ حق میں انہوں نے جام شہادت نوش فرمایا، اس شہید شاعر کے مثالی قصیدہ ''اللیل آذن بالرحیل'' کے چند اشعار ملاحظہ فرمایئے:

إِنِّي الْتَفَتُّ وَجَدْتُ أَنَّ اللَّيْلَ آذَنَ بِالرَّحِيلِ

فَالْكُلُّ مِنْ حَوْلِي يَسُوقُ بَشَائِرَ الْمَجْدِ الْأَثِيلِ

اَلْمَاءِ وَالْأَزْهَارِ وَالْأَطْيَارِ وَالظِّلُّ الظَّلِيلِ

وَالْجَنَّةِ الْغَنَّاءِ وَالْأَفْيَاءِ وَالنَّسَمِ الْعَلِيلِ

(''جب میں بیدار ہوا تو میں نے دیکھا کہ رات نے کوچ کرنے کا حکم دے دیا ہے، اور میرے اردگرد موجود ہر چیز عظیم الشان کامیابی کا مژدہ سنا رہی ہے۔ ہر چیز مجھے خوش گوار پانی، پھولوں، پرندوں، گھرے سایوں، شاندار جنت، وفادار دوستوں اور دلکش ہواؤں کا پیغام دے رہی تھی'')

شاعر نے اپنے قصیدے کو ان اشعار پر ختم کیا ہے:

اِذْ أَخْرَسَ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ رَجِيْعَ أَصْدَاءِ الطُّبُوْلِ

فَاسْتَبْشِرِ الضُّعَفَاءَ أَنَّ الْحَقَّ بَاقٍ لَايَزُوْلُ (۲۳)

(''جب حق باطل کی آواز کو گنگ کردے تو تو کمزروں کو اس بات کی خوشخبری سنا دو کہ حق باقی رہے گا کبھی ختم نہ ہوگا'')

ایک فلسطینی شاعر کے کچھ خوبصورت اشعار ملاحظہ فرمائیں، ان اشعار میں حبّ وطن کی چاشنی اور دفاع حق کے جذبے کی آمیزش کتنی بھلی معلوم ہو رہی ہے!

وَطَنِيْ تَعَلَّمْ شَعْبُنَا أَنَّ الْجِهَادَ هُوَ السَّبِيْلُ

بِالْعِلْمِ وَالْإِيْمَانِ يَبْنِيْ الصَّرْحَ آسَادٌ تَصُوْلُ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سَـنَـحْـطِـمُ الطُّغْيَـانَ رَغْـمَ الْقَيْـدِ فِـى الْأَيْـدِيْ يَطُـوْلُ

لِـنُـعِيْـدَ لِلْأَطْـفَـالِ حُبًّـا... أُجْدِبَـتْ مِـنْـهُ الْعُـقُـوْلُ(۲۴)

(''اے میرے وطن! میری قوم جانتی ہے کہ جہاد ہی علم وایمان کا راستہ ہے اور اعلیٰ مقام حملہ کرنے والے شیر ہی حاصل کرتے ہیں، ہم راہ حق میں جہاد کریں گے تاکہ سرکشوں کے قبضے سے اپنی سرزمین کو آزاد کرائیں تاکہ بچوں کو محبت دلا سکیں اور ذہنوں کو تسکین دے سکیں'')

واضح رہے کہ فلسطین کی مزاحمتی شاعری میں خواتین کی نمائندگی ابراہیم طوقان کی بہن فدوی طوقان (۲۶) نے کی، ان کی یہ آزاد نظم اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے:

كَفَانِيْ أَمُوْتُ عَلَيْهَا وَأُدْفَنُ فِيْهَا
وَتَحتَ ثَرَاهَا أَذُوْبُ وَأَنَّنِيْ
وَأَبْعَثُ عُشْبًا عَلٰى أَرْضِهَا
وَأَبْعَثُ زَهْرَةً
تَعْبَثُ بِهَا كَفُّ طِفْلٍ نَمَتْهُ بِلَادِيْ
كَفَانِيْ أَظَلُّ بِحِضْنِ بِلَادِيْ
تُرَابًا وَعُشْبًا وَزَهْرَةً(۲۵)

(''میرے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ میں اپنے وطن کے لئے مر جاؤں
اس کی مٹی میں دفن ہو جاؤں
میں اس کی زمین کے لیے ایک ٹہنی بھیجوں
اور ایک پھول بھیجوں
جس سے میرے وطن کا بچہ کھیلے
مجھے اپنے وطن سے صرف یہ چیزیں چاہئیں
مٹی، ٹہنی اور پھول''

☆ ☆ ☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حوالہ جات وحواشی

(۱) (نوح إبراهيم) فلسطینی نژاد شاعر نوح ابراہیم فلسطین کے علاقہ ''حینا'' میں ۱۹۱۳ء میں پیدا ہوئے۔آپ نے انتہائی کم عمری میں اشعار کہنا شروع کر دیئے تھے۔آپ ۱۹۳۶ء کو ایک معرکے کے دوران شہید ہوگئے۔مزید تفصیل کے لئے دیکھئے:
"سافر نوح إبراهيم من البحرين ليستشهد في فلسطين، راشد الجلاهمة، صحيفة الوقت البحرينية، العدد۸۱۵، جمادی الأولی ۱۴۲۹ھ، ۱۵ مئی ۲۰۰۸م"

(۲) سافر نوح إبراهيم من البحرين ليستشهد فی فلسطين، لراشد الجلاهمة، صحيفة الوقت البحرينية، العدد۸۱۵، جمادی الأولی ۱۴۲۹ھ، ۱۵ مئی ۲۰۰۸م"

(۳) سافر نوح إبراهيم من البحرين ليستشهد فی فلسطين، لراشد الجلاهمة، صحيفة الوقت البحرينية، العدد۸۱۵، جمادی الأولی ۱۴۲۹ھ، ۱۵ مئی ۲۰۰۸م"

(٤) (إبراهيم عبد الفتاح طوقان) شاعر ابراہیم عبد الفتاح طوقان ۱۹۰۵ء میں فلسطین میں پیدا ہوئے،آپ کا تعلق فلسطین کے ایک ممتاز خاندان ''طوقان'' سے تھا،آپ ۲ مئی ۱۹۴۱ء کو جمعہ کے دن شدید علالت کے باعث انتقال کرگئے، انتقال کے وقت آپ کی عمر صرف ۳۶ سال تھی۔ مزید تفصیل کے لئے دیکھئے:
www.khayma.com فی المقالة "نبذة من حياة إبراهيم طوقان"

(٥) (عبد الرحيم محمود عبد الرحيم) عبد الرحیم محمود عبد الرحیم فلسطین کے ایک علاقہ ''طولکرم'' کی ایک بستی ''عنبتا'' میں ۱۹۱۳ء میں پیدا ہوئے۔آپ نے معرکہ شجرۃ میں بہادری کے ساتھ جہاد کیا اور اسی معرکہ میں ۱۳ جولائی ۱۹۴۸ء میں انتقال کرگئے،شہادت کے وقت ان کی عمر صرف پینتیس سال تھی۔مزید تفصیل کے لئے دیکھئے:www.islamonline.net،
الشاعر الشهيد عبد الرحيم محمود، صبري أبو علم

(٦) أدب المقاومة الفلسطيني "نظرة مختصرة سريعة"۔ديما مشرف۔ من منشورات: شبكة فلسطين للحوار، www.paldf.net

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(۷) أدب المقاومة الفلسطيني "نظرة مختصرة سريعة"۔ديما مشرف۔ مزید تفصیل کے لئے دیکھئے: www.paldf.net/الشاعر الشهيد عبد الرحيم محمود، لصبري أبو علم، الموقع: www.islamonline.net

(۸) الأدب الفلسطيني المقاوم تحت الإحتلال ۱۹۶۸۔۱۹۴۸م،غسان كنفاني،ص:۹۱

(۹) الأدب الفلسطيني المقاوم تحت الإحتلال ۱۹۶۸۔۱۹۴۸م ،غسان كنفاني،ص:۹۷

(۱۰) أدب المقاومة الفلسطيني "نظرة مختصرة سريعة"۔ديما مشرف۔ مزید تفصیل کے لئے دیکھئے: www.paldf.net/الشاعر الشهيد عبد الرحيم محمود، لصبري أبو علم، الموقع: www.islamonline.net

(۱۱) الأدب الفلسطيني المقاوم تحت الإحتلال ۱۹۶۸۔۱۹۴۸م ،غسان كنفاني،ص:۱۱۶

(۱۲) شاعر توفیق زیاد کے حالات کے لئے دیکھئے: www.drmosad.com

(۱۳) (فوزي الأسمر) فوزی اسمر ایک باصلاحیت شاعر اور صحافی تھے، آپ کے خاندان کا تعلق ''یافا'' سے تھا، آپ ایک اخبار "هذا العالم" میں صحافی کی ذمہ داریاں انجام دیتے تھے۔ آپ کا نقطۂ نظر فلسطینی سرزمین کو اغیار کے تسلط سے آزاد کرانا اور اس مقصد جلیل کے لئے نوجوان نسل کو بھرپور تیار کرنا تھا اور آپ نے اپنی زندگی اسی مقصد کے حصول کے لئے وقف کر رکھی تھی۔الأدب الفلسطيني المقاوم تحت الإحتلال ۱۹۶۸۔۱۹۴۸م ،غسان كنفاني،ص:۱۴۸

(۱۴) (راشد حسين) راشد حسین فلسطین کے شمالی علاقہ کے ایک گاؤں ''مصمص'' ۱۹۳۶ء میں پیدا ہوئے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے علاقہ میں حاصل کی اور صحافت کو اپنا پیشہ بنایا۔الأدب الفلسطيني المقاوم تحت الإحتلال ۱۹۶۸۔۱۹۴۸م ،غسان كنفاني،ص:۱۵۶

(۱۵) (نزية خير) نزیہ خیر ایک مضبوط اسلوب کے حامل شاعر تھے، لیکن وہ چھوٹے چھوٹے قصائد موزون کیا کرتے تھے، ان کا اسلوب بیان سادہ اور دلکش ہے، انہیں ارض فلسطین کے اجل مزاحمتی شعراء میں گردانا گیا ہے۔الأدب الفلسطيني المقاوم تحت الإحتلال ۱۹۶۸۔۱۹۴۸م ،غسان كنفاني،ص:۱۵۴

(۱۶) الأدب الفلسطيني المقاوم تحت الإحتلال ۱۹۶۸۔۱۹۴۸م ،غسان كنفاني،ص:۴۸

(۱۷) الأدب الفلسطيني المقاوم تحت الإحتلال ۱۹۶۸۔۱۹۴۸م ،ص:۴۸

(۱۸) الأدب الفلسطيني المقاوم تحت الإحتلال ۱۹۶۸۔۱۹۴۸م ،ص:۴۹۔۴۸

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(١٩) الأدب الفلسطيني المقاوم تحت الإحتلال ١٩٦٨-١٩٤٨م، لغسان كنفاني، ص:٥٠

(٢٠) الأدب الفلسطيني المقاوم تحت الإحتلال ١٩٦٨-١٩٤٨مـم، لغسان كنفاني، ص:٦٢مؤسسات الدراسات الفلسطينية، بيروت

(٢١) الأدب الفلسطيني المقاوم تحت الإحتلال ١٩٦٨-١٩٤٨م، لغسان كنفاني، ص:٦٢

(٢٢) الأدب الفلسطيني المقاوم تحت الإحتلال ١٩٦٨-١٩٤٨م، لغسان كنفاني، ص:٦٢

(٢٣) أدب المقاومة الفلسطيني "نظرة مختصرة سريعة"-ديما مشرف۔ مزید تفصیل کے لئے دیکھئے:www.paldf.net

(٢٤) الليل آذن بالرحيل، مزید تفصیل کے لئے دیکھئے:www.mehboob.com

(٢٥) ديوان أشعار من ذاكرة الوطن،رقم الصفحة:١، مزید تفصیل کے لئے دیکھئے: www.drmosad.com/plasten,htm

(٢٦) شاعرہ فدوی طوقان سے متعلق مزید تفصیل کے لئے دیکھئے:الشاعرة فدوی طوقان،www.drmosad.c:om

(٢٧) أدب المقاومة الفلسطيني "نظرة مختصرة سريعة"۔ديما مشرف۔مزید تفصیل کے لئے دیکھئے:www.paldf.net

© rasailojaraid.com